أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

صحیح مُسلم شریف کا مقدمہ

حمد وصلوۃ کے بعد امام مسلم اپنے شاگرد ابواسحاق کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے کہ تو نے اپنے پروردگار ہی کی توفیق سے یہ ذکر کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو احادیث مروی ہیں اُن تمام احادیث کی تلاش و جستجو کی جائے، جو دین کے اُصول اور اُس کے احکام جو ثواب وعذاب اور رغبت اور خوف یعنی فضائل واخلاق کے متعلق ہیں۔اور تم وہ تمام احادیث اُن مستند اسناد کے ساتھ چاہتے ہو، جن کو علماء حدیث نے قبول کیا ہے۔اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت دے کہ تم نے اُس بات کا ارادہ ظاہر کیا کہ میں اس قسم کی تمام احادیث کا ایک مجموعہ تیار کر کے اختصار کے ساتھ تمہارے لئے جمع کردوں-------اللہ تعالیٰ تمہیں عزت عطا فرمائے، جب میں نے تمہاری اس فرمائش پر غور کیا اور اس کے انجام کی طرف توجہ کی ، اور اللہ کرے اس کا انجام اچھا ہو، تو مجھے یہ اندازہ ہوا کہ اور لوگوں سے پہلے خود مجھے بھی یہ مجموعہ تیار کرنے کا فائدہ ہوگا---------- مضبوطی اور صحت کے ساتھ تھوڑی سی احادیث کو یاد رکھنا زیادہ آسان ہے خاص طور پہ اُن لوگوں کے لئے جنہیں صحیح اور غیر صحیح احادیث میں تمیز حاصل ہی نہیں ہو سکتی جب تک کہ دوسرے لوگ اُن کو بتا نہ بتادیں۔پس ایسی صورتحال میں تھوڑی تعداد میں صحیح روایات جمع کرنے کا ارادہ کرنا، بہت زیادہ تعداد میں ضعیف روایات جمع کرنے سے زیادہ بہتر اور مفید ہوگا ---------------- **1-** وہ لوگ جن پر اکثر محدثین نے طعن ہے جیسا کہ عبداللہ بن مسور، ابو جعفر مدائنی، عمرو بن خالد---- وغیرہ **2-** اور اُن جیسے دوسرے لوگ جن پر احادیث گھڑنے کی تہمت ہے، **3-** اور وہ لوگ جو از خود احادیث بنانے میں بدنام ہو چکے ہیں، **4-** اور اسی طرح وہ لوگ بھی جن کی اکثر احادیث منکر یا غلط ہوتی ہیں تو ایسے تمام لوگوں کی روایات کو ہم اپنی کتاب میں جمع نہیں کریں گے ۔ اُصول حدیث کی اصطلاح میں منکر اُس شخص کی حدیث کو کہتے ہیں جو ثقہ اور کامل اُلحفظ راویوں کی روایت کی خلاف روایت کرے یا اُس کی احادیث کی کسی نے بھی موافقت نہ کی ہو۔پس جب ایسی صورتحال ہو تو وہ راوی متروک الحدیث ہوگا اور اس کی احادیث محدثین کے نزدیک قابل قبول اور قابل عمل نہیں ہوں گی-----------اِسی طرح اگر تم کسی کو دیکھو کہ وہ زہری جیسے بزرگ شخص، یا ہشام بن عروہ جیسے عظیم شخص، جن کی روایات اہل علم کے ہاں بہت مشہور اور پھیلی ہوئی ہیں-------، سے ایسی روایت بیان کرے جس روایت کو اُن کے مشہور شاگردوں میں سے کسی نے بھی بیان نہ کیا ہو اور یہ راوی صحیح روایات میں اُن کے مشہور شاگردوں کا شریک بھی نہ رہا ہو، تو ایسے راوی کی حدیث کو قبول کرنا جائز نہیں۔

ہم نے روایت حدیث کے سلسلہ میں محدثین کے مذہب کو بیان کر دیا ہے تاکہ جو لوگ اُصول حدیث سے واقف نہیں ہیں، اُن میں سے اہل توفیق کو یہ اِبتدائی معلومات حاصل ہو جائیں-----------اے شاگرد عزیز ! اِن تمام مذکورہ بالا باتوں کے بعد اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے، جب ہم نے ضعیف اور منکر احادیث کو الگ کرنے میں اُن لوگوں کی غلطیوں کا جائزہ لیا، جو لوگ خود کو محدث قرار دیتے ہیں، تو دیکھا کہ یہ لوگ صِرف صحیح اور مشہور احادیث پر اِکتفا کرنے کی بجائے اُن راویوں سے بھی احادیث نقل کر رہے ہیں، جن کے بے وقوف اور غیر مستند ہونے کو یہ خود بھی مانتے ہیں---------- اب جو لوگ مجہول اور ضعیف اسناد کے ذریعے اِن منکر روایات کو نقل کر کے خامیوں سے ناواقف عوام میں پھیلا رہے ہیں، تو ہمارے دِل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ اے شاگرد عزیز ہم تیری [صحیح احادیث کو جمع کرنے کی] فرمائش کو ضرور پورا کریں-----------------

یاد رکھو ! اللہ تمہیں توفیق دے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلو کہ ہر ایک محدث جو صحیح اور غیر صحیح احادیث کی پہچان، اور ثقہ اور غیر ثقہ راویوں کی معرفت رکھتا ہے اُس پر واجب ہے کہ وہ صرف ایسی احادیث نقل کرے جن کی اسناد صحیح ہوں اور اُن کے راویوں میں سے کوئی راوی بھی جھوٹا، بدعتی اور سنت کی مخالفت کرنے والا نہ ہو، یا اُس راوی کا عیب فاش نہ ہوا ہو، اور ہمارے اس قول کی دلیل ایسی ہے کہ کوئی بھی اس کا مخالف نہیں ہے اور وہ ہے :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝٦

ترجمہ : اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق (شخص) کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لیا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تم کسی قوم کو لاعلمی میں (ناحق) تکلیف پہنچا بیٹھو، پھر تم اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔ [الحجرات : آیت نمبر 6]

یاد رکھو ! محدثین کے نزدیک فاسق کی روایت اُسی طرح مردود ہے جس طرح کہ عام لوگوں کے نزدیک اُس کی گواہی غیر مقبول ہے۔ قرآن حکیم سے خبرِ فاسق کا غیر معتبر ہونا ثابت ہے اور اس پر حدیث بھی گواہ ہے کہ منکر راوی کا روایات بیان کرنا درست نہیں۔ اور وہ حدیث وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شہرت کے ساتھ منقول ہے کہ جس نے علم کے باوجود جھوٹی حدیث کو میری طرف منسوب کیا وہ جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔

حدیث نمبر 1 سے 6 [متفق علیہ] حضرت علی سے، حضرت انس سے، حضرت ابوہریرہ سے، حضرت مغیرہ بن شعبہ سے [رضی اللہ عنہم اجمعین]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر جھوٹ مت باندھو جو شخص میری طرف جھوٹ منسوب کرے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

حدیث نمبر 7 سے 9 [متفق علیہ] حضرت عمر بن خطاب سے، حضرت ابوہریرہ سے، حضرت حفص بن عاصم سے [رضی اللہ عنہم اجمعین]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو آگے بیان کر دے۔

حدیث نمبر 16 حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر زمانہ میں جھوٹے دجال لوگ ہوں گے، تمہارے پاس ایسی احادیث لائیں گے جن کو نہ تم نے نہ تمہارے آباؤاجداد نے سنا ہوگا تم ایسے لوگوں سے بچنا کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور فتنے میں نہ ڈال دیں۔

حدیث نمبر 17 حضرت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول: حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ شیطان انسانی شکل وصورت میں کسی قوم کے پاس آ کر اُن سے کوئی جھوٹی حدیث کہہ دیتا ہے۔ اور جب لوگ منتشر ہو جاتے ہیں تو اُن میں سے ایک آدمی کہتا ہے کہ میں نے ایسے آدمی سے یہ بات سنی ہے جس کی شکل سے تو واقف ہوں لیکن اس کا نام نہیں جانتا۔ [یعنی وہ آدمی جس کی حدیث بیان کی جارہی ہوتی ہے دراصل شیطان ہوتا ہے]

حدیث نمبر 21 : حضرت مجاہد بیان فرماتے ہیں : حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ایک وہ وقت تھا کہ جب ہم کسی سے یہ سنتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ہماری نگاہیں دفعتاً بے اختیار اُس کی طرف لگ جاتی تھیں اور ہم بڑے غور سے اُس کی حدیث سنتے تھے۔ لیکن جب سے لوگوں نے ضعیف اور ہر قسم کی احادیث بیان کرنا شروع کر دی ہیں، تو ہم صرف اُسی حدیث کو سنتے ہیں، جس حدیث کو ہم پہلے سے جانتے ہوں۔ [کہ یہ صحیح حدیث ہے]

حدیث نمبر 22 : حضرت ابن ابی ملیکہ بیان فرماتے ہیں : میں نے حضرت ابن عباس کو لکھا کہ میرے پاس کچھ احادیث لکھوا کر پوشیدہ طور پر بھجوا دیں۔ تو حضرت ابن عباس نے فرمایا: میں اس لڑکے کے لئے احادیث کے لکھے ہوئے ذخیرے میں سے صحیح احادیث کو ہی منتخب کر کے بھیجوں گا۔ پھر حضرت ابن عباس نے سیدنا علی کے کئے ہوئے فیصلے منگوائے اور اُن میں سے بعض باتیں لکھنے لگے اور بعض باتوں کو دیکھ کر فرماتے جاتے: اللہ کی قسم علی نے یہ فیصلہ نہیں کیا تھا۔ اگر وہ ایسا کرتے تو خود بھی راہِ راست سے بھٹک جاتے۔ [یعنی بعض لوگوں نے سیدنا علی کے فیصلوں میں تحریف کر دی تھی]

حدیث نمبر 24 : حضرت ابواسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت علی کی وفات کے بعد جب لوگوں نے اُنکے کئے ہوئے فیصلوں کو نکال کر دیکھا، تو سیدنا علی کے ساتھیوں میں سے ایک ساتھی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اِن کو [یعنی تحریف کرنے والوں کو] تباہ کرے کہ اِنھوں نے کیسے قیمتی علم کو بگاڑ ڈالا ہے۔

حدیث نمبر 27 : حضرت ابن سیرین نے فرمایا کہ پہلے لوگ اسناد کی تحقیق نہیں کیا کرتے تھے لیکن جب دین میں بدعات اور فتنے داخل ہوگئے تو لوگوں نے کہا کہ اپنی اپنی سند بیان کرو، پس جس حدیث کی سند میں اہلسنت راوی دیکھتے تو حدیث قبول کر لیتے اور اگر سند میں اہل بدعت کو دیکھتے تو حدیث چھوڑ دیتے۔

حدیث نمبر 30: حضرت عبداللہ بن ذکوان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے مدینہ شریف میں ایسے 100 آدمی پائے جن کے نیک سیرت ہونے پہ سب متفق تھے مگر اُنہیں حدیث روایت کرنے کا اہل نہیں سمجھا جاتا تھا، اور اُنکی حدیث قبول نہیں کی جاتی تھی۔

حدیث نمبر 32 : حضرت عبداللہ بن عثمان فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اسنادِ حدیث دین کا حصہ ہیں۔ اور اگر اسناد نہ ہوتیں تو ہر آدمی اپنی مرضی کا دین بیان کر دیتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ابواسحاق ابراہیم بن عیسی فرماتے ہیں : میں نے عبداللہ بن مبارک کے سامنے ایک حدیث

بیان کی۔۔۔۔۔حدیث سُن کر اُنہوں نے فرمایا: یہ حدیث کس کی روایت ہے میں نے کہا شھاب بن خراش کی تو اُنہوں نے فرمایا: کہ وہ ثقہ ہے۔ پھر اُنہوں نے کہا شھاب نے کس سے روایت کی ہے میں نے کہا حجاج بن دینار سے اُنہوں نے فرمایا کہ وہ بھی ثقہ ہے تو انہوں نے فرمایا کہ حجاج نے کس سے روایت کی ؟ میں نے کہا کہ وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔تو حضرت ابن مبارک نے فرمایا: اے ابواسحاق، حجاج اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان تو اتنا طویل جنگل [یعنی زمانہ] ہے، جس کو طے کرتے کرتے اونٹوں کی گردنیں تھک جائیں گی۔ [یعنی یہ حدیث تو منقطع ہے]

حدیث نمبر 38 : عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ میں نے سفیان ثوری سے کہا کہ آپ عباد بن کثیر کے حالات سے واقف ہیں کہ وہ عجیب و غریب احادیث بیان کرتا ہے، آپکی اُس کے متعلق کیا رائے ہے کہ میں لوگوں کو اُس سے احادیث بیان کرنے سے روک دوں ؟ حضرت سفیان نے کہا کیوں نہیں۔ عبداللہ بن مبارک فرماتے: جس مجلس میں میرے سامنے عباد بن کثیر کا ذکر آتا تو میں اُس کی دینداری کی تعریف کرتا، لیکن یہ بھی کہہ دیتا کہ اُس کی احادیث نہ لو۔

حدیث نمبر 40 : حضرت یحیٰی بن سعید بن قطان اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے نیک لوگوں سے بڑھ کر کسی اور کو جھوٹی احادیث بیان کرتے ہوئے نہیں پایا ۔امام مسلم کہتے ہیں: جھوٹی حدیث اُن کی زبانوں سے نکل جاتی ہے۔ [یعنی وہ لوگ قصداً جھوٹ نہیں بولتے ہیں]

حدیث نمبر 54: سفیان بیان کرتے ہیں کہ لوگ جابر بن یزید الجعفی سے اُس کے عقیدہِ باطلہ کے اظہار سے پہلے احادیث بیان کیا کرتے تھے لیکن جب اُس نے اپنے باطل عقیدے کو ظاہر کر دیا تو لوگوں نے اُس کو حدیث میں مشکوک قرار دے دیا اور اُس سے روایت لینا چھوڑ دیا۔ جب سفیان سے کہا گیا کہ اُس نے کس باطل عقیدے کا اظہار کیا تھا ؟ تو سفیان نے کہا رجعت کے عقیدے کا۔

حدیث نمبر 55: جراح بن ملیح کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن یزید الجعفی سے سنا وہ کہتا تھا کہ ابو جعفر [یعنی امام الباقر بن علی بن حسین رحمہ اللہ] سے روایت کی گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی 70,000 احادیث میرے پاس موجود ہیں۔

حدیث نمبر 58: سفیان بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا کہ ایک آدمی نے جابر الجعفی سے اللہ کے اس قول کی تفسیر پوچھی :

(...................فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝80)

ترجمہ : (۔۔۔۔۔۔۔۔اور اس سے پہلے تم یوسف کے حق میں جو زیادتیاں کر چکے ہو)، سو میں اس سرزمین سے ہرگز نہیں جاؤں گا جب تک مجھے میرا باپ اجازت (نہ) دے یا میرے لئے اللہ کوئی فیصلہ فرما دے، اور وہ سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔ [یوسف : آیت نمبر 80]

تو جابر نے کہا کہ اس آیت کی تفسیر ابھی ظاہر نہیں ہوئی۔ سفیان نے کہا کہ اُس نے جھوٹ بولا۔ ہم نے کہا کہ جابر کی اُس سے کیا مراد تھی تو سفیان نے کہا کہ رافضی یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بادلوں میں ہیں اور ہم اُن کی اولاد میں سے کسی کے ساتھ نہ نکلیں گے یہاں تک کہ آسمان سے حضرت علی آواز دیں کہ نکلو فلاں کے ساتھ۔ جابر اس آیت کی جھوٹی تفسیر بیان کرتا [یعنی رجعت کا باطل عقیدہ رکھتا تھا] حالانکہ یہ آیت تو یوسف علیہ السلام کے بھائیوں سے متعلق ہے۔

حدیث نمبر 64 : حضرت ہمام نے کہا کہ ابوداؤد الاعمی حضرت قتادہ کے پاس آیا جب وہ چلا گیا تو لوگوں نے کہا کہ اِس شخص کا دعوی ہے کہ وہ 18 بدری صحابہ سے ملا ہے۔ حضرت قتادہ نے کہا کہ یہ طاعون سے پہلے بھیک مانگتا تھا اس کا روایت حدیث سے کوئی لگاؤ تھا ہی نہیں اور یہ اس فن میں گفتگو کرتا ہے۔ اللہ کی قسم حسن بصری اور سعید بن مسیب جیسے تابعین نے بھی سوائے سعد بن ابی وقاص کے کسی بھی دوسرے بدری صحابی سے روایت نہیں کی ہے۔

حدیث نمبر 79 : علی بن مسھر کا بیان ہے: میں نے اور حمزہ نے ابن ابی عیاش سے تقریباً 1000 احادیث کا سماع کیا ہے مگر جب میں حمزہ سے ملا تو اُنہوں نے بتایا کہ اُنہوں نے بتایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے میں نے ابن ابی عیاش سے سنی ہوئی احادیث بیان کیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن میں سے 5 یا 6 کے علاوہ کسی بھی حدیث کے صحیح ہونے کی تصدیق نہیں کی۔

حدیث نمبر 83 : حضرت ابونعیم سے جب معلّی بن عرفان نے ابووائل کے حوالے سے بیان کیا کہ وہ کہتا ہے کہ ہمارے سامنے عبداللہ بن مسعود جنگ صفین کے موقع پر آئے تھے تو ابونعیم نے معلی سے فرمایا: کیا حضرت ابن مسعود [صفین سے 2 سال پہلے] مر جانے کے بعد دوبارہ زندہ ہو گئے تھے ؟

حدیث نمبر 84 : عفان بن مسلم فرماتے ہیں کہ ہم اسماعیل کی مجلس میں تھے کہ ایک شخص نے کسی شخص سے حدیث بیان کی تو میں نے کہا کہ وہ تو غیر معتبر ہے تو ایک شخص کہنے لگا کہ اے عفان تم نے اُسکی غیبت کی۔اس پر اسماعیل نے کہا اِس نے غیبت نہیں کی بلکہ حکم بیان کیا کہ وہ حدیث میں معتبر نہیں۔۔۔۔

امام مسلم فرماتے کہ ہم نے حدیث کے راویوں کے بارے میں اہل علم کے کلام سے ضعیف راویوں کی جو تفصیل ذکر کی ہے اور اُن کی روایتوں کے جن عیوب اور نقائص کا ذکر کیا ہے وہ صاحب فراست کے لئے کافی ہیں۔اگر وہ تمام تنقیدی اقوال نقل کئے جاتے جو راویانِ حدیث کے متعلق علمائے حدیث نے بیان کئے ہیں، تو یہ کتاب بہت ہی طویل ہو جاتی۔ آئمہِ حدیث نے راویوں کا عیب کھول دینا ضروری سمجھا اور جب اُن سے اِس کے متعلق پوچھا گیا تو اُنھوں نے اِس بات کے جواز کا فتوی بھی دیا۔اور یہ بڑا ہی اہم کام ہے کیونکہ دین کی بات جب نقل کی جائے گی تو وہ احادیث :

1-کسی امر کے حلال ہونے کے لئے یا حرام ہونے کے لئے ہوں گی۔یا پھر وہ احادیث :

2-کسی امر یا نہی [یعنی نیک بات کا حکم اور بری بات کی ممانعت] کے لئے ہوں گی ۔یا پھر وہ احادیث :

3- کسی ترغیب یا ترہیب [یعنی فضائل اور وعید] کے لئے ہوں گی۔

[یعنی اس بات سے ثابت ہوا کہ امام مسلم رحمہ اللہ کے نزدیک بھی ضعیفُ الاسناد احادیث فضائلِ اعمال میں بھی حجت و دلیل نہیں ہیں]۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب حدیث کا کوئی راوی خود سچا اور امانت دار نہ ہو اور پھر وہ روایت بھی بیان کرے اور بعد والے لوگ اُس راوی کی خرابی کے باوجود دوسرے لوگوں کو، جو اِس کو غیر ثقہ کے طور پر نہ جانتے ہوں، اُس راوی کی کوئی روایت بیان کردیں اور اُسکے احوال پر کوئی تنقید اور تبصرہ نہ کریں، تو ایسے علماء دراصل مسلم عوام الناس کے ساتھ خیانت اور دھوکہ کرنے والے شمار ہونگے۔کیونکہ اُن احادیث میں بہت سی احادیث موضوع اور من گھڑت ہوں گی اور عوام کی اکثریت راویوں کے احوال سے ناواقفیت کی بناء پر اُن احادیث پر عمل شروع کردے گی۔تو اس تمام کا گناہ اُس راوی پر ہوگا جس نے یہ حدیث بیان کی ہوگی۔

صحیح احادیث جن کو معتبر اور ثقہ راویوں نے بیان کیا ہے اس قدر کثرت کے ساتھ موجود ہیں کہ اُن کی موجودگی میں اِن باطل اور من گھڑت روایات کی مطلقًا ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔اس تحقیق کے بعد میں نہیں یہ سمجھتا کہ کوئی بھی شخص اپنی کتاب میں مجہول، غیر ثقہ اور غیر معتبر راویوں کی احادیث نقل کرے گا خصوصاً جبکہ وہ سند حدیث سے واقف بھی ہو، سوائے اُس شخص کے جو لوگوں کے نزدیک اپنا کثرت علم ثابت کرنا چاہے اور اِس مقصد کے حصول کے لئے وہ باطل اور من گھڑت اسناد کے ساتھ بھی احادیث پیش کرنے میں ذرا خوف اور ہچکچاہٹ محسوس نہ کرے، تاکہ لوگ اُس کے وسیع علم اور زیادہ روایات جمع کرنے پر اُسے داد دیں۔ لیکن جو شخص بھی ایسے باطل طریقہ کو اختیار کرے گا ،تو اہل علم اور عقلمند لوگوں میں ایسے عالم کی کوئی وقعت اور عزت باقی نہ رہے گی، اور ایسا شخص عالم کہلوانے کی بجائے جاہل کہلوانے کا زیادہ حقدار ہو گا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

1- مُرسل [یعنی تابعین کی احادیث اور دیگر منقطع روایات] ہمارے اور اہل علم محدثین کے قول کے مطابق حجت و دلیل نہیں ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

2- جو راوی تدلیس کرنے میں مشہور ہو اُس کے بارے میں محدثین یہ تحقیق ضرور کرتے ہیں کہ وہ جس شیخ کی طرف روایت کی نسبت کر رہا ہے فی الوقع اُس راوی نے اُس شیخ سے حدیث سنی ہے یا صِرف اُس کی طرف تدلیس کی نسبت کردی ہے جبکہ حقیقت میں وہ حدیث کسی اور سے سنی ہے۔اور اُس وقت یہ تحقیق کرنے کا مقصد تدلیس کے مرض کو دور کرنا ہوتا ہے تاکہ اگر واقعی اُس راوی نے سند میں تدلیس کی ہو تو اُس سند کا عیب ظاہر ہو جائے۔ لیکن جو راوی مدلس نہ ہو تو آئمہ حدیث اُس راوی کے سماع کی تحقیق نہیں کرتے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔[پھر اِس کے بعد] امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری رحمہ اللہ، حمد وصلوۃ کے ساتھ صحیح مسلم کا مقدمہ مکمل کرتے ہیں۔